ترجیع والی اذان

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اذان میں ترجیع سنت ہے۔احناف اسے درست نہیں سمجھتے۔

❀ صاحب ہدایہ (۵۹۳ھ) لکھتے ہیں:

لَا تَرْجَيْحَ فِيهِ، وَهُوَ أَنْ يَّرْجِعَ فَيَرْفَعَ صَوْتَهُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَ مَا خَفَضَ بِهِمَا .

''اذان میں ترجیع نہیں ہے،ترجیع ،شہادتین کوایک دفعہ قدرے پست آواز کے ساتھ ادا کر کے پھر بلند آواز سے ادا کرنے کو کہتے ہیں۔''

(الهداية : ۸۵/۱)

❀ سیدنا ابومحذور رضی اللہ عنہ کوسکھائی گئی اذان جو صحیح مسلم (۳۹۷) وغیرہ میں ثابت ہے، کے بارے میں موصوف لکھتے ہیں:

كَانَ مَا رَوَاهُ تَعْلِيمًا فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کوتعلیم کی غرض سے الفاظ دہرائے تھے،مگرانہوں نے ترجیع سمجھ لی۔''

(الهداية : ۸۵/۱)

❀ حدیث ابی محذور رضی اللہ عنہ کے متعلق حافظ نووی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) لکھتے ہیں:

فِي هٰذَا الْحَدِيثِ حُجَّةٌ بَيِّنَةٌ وَّدَلَالَةٌ وَّاضِحَةٌ لِّمَذْهَبِ مَالِكٍ

وَّالشَّافِعِيِّ وَأَحْمَدَ وَجُمْهُورِ الْعُلَمَاءِ أَنَّ التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ ثَابِتٌ مَّشْرُوعٌ.

''اس حدیث میں امام مالک، امام شافعی، امام احمد رحمہ اللہ اور جمہور علما کے مذہب پر بین اور واضح دلیل موجود ہے کہ دوہری اذان ثابت اور مشروع ہے۔''

(شرح مسلم: ٨١/٤)

❁ علامہ سندھی حنفی (۱۱۳۸ھ) لکھتے ہیں:

قَوْلُهُ: (ثُمَّ قَالَ لِي ارْجِعْ فَمُدَّ صَوْتَكَ) هٰذَا صَرِيحٌ فِي أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ بِالتَّرْجِيعِ فَسَقَطَ مَا تُوُهِّمَ أَنَّهُ كَرَّرَهُ لَهُ تَعْلِيمًا فَظَنَّهُ تَرْجِيعًا فِي أَذَانِ بِّلَالٍ يَّعْرِفُهُ مَنْ لَّهُ مَعْرِفَةٌ بِّهٰذَا الْعِلْمِ بِلَا رَيْبٍ فَالْوَجْهُ الْقَوْلُ بِجَوَازِ الْوَجْهَيْنِ.

''سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ کا کہنا: ''پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: الفاظ دہرائیے اور آواز کچھ بلند کیجئے۔'' صراحت کر رہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ترجیع کا حکم دیا تھا۔ علم حدیث کی معرفت رکھنے والے جانتے ہیں کہ ائمہ احناف کا یہ خیال کہ سیدنا ابو محذورہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم کے لئے سکھائے گئے الفاظ کو ترجیع سمجھ لیا تھا، درست نہیں۔ راجح قول کے مطابق دونوں صورتیں جائز ہیں۔''

(حاشية السّندهي على سنن ابن ماجه: ٢٤٢/١)

❁ علامہ انور شاہ کاشمیری صاحب (۱۳۵۳ھ) کہتے ہیں:

لَا شَكَّ أَنَّ الْأَذَانَ بِمَكَّةَ كَانَ بِالتَّرْجِيعِ حَتّٰى تَسَلْسَلَ إِلٰى

زَمَانِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی ، فَاخْتَارَهُ لِهٰذَا ، فَلَا يُمْكِنُ إِنْكَارُهُ ، وَلَا يُسْتَحْسَنُ تَأْوِيلُهُ ، كَيْفَ ، وَقَدْ كَانَ يُنَادٰی بِهٖ عَلٰی رُؤُوسِ الْمَنَائِرِ وَالْمَنَابِرِ ، فَلَا خِلَافَ فِيهِ عِنْدَ التَّحْقِيقِ إِلَّا فِي الْأَفْضَلِيَّةِ .

''اس میں شک نہیں کہ مکہ میں امام شافعی رحمہ اللہ کے دور تک اذان ترجیع کے ساتھ ہی جاری رہی۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے بھی ترجیع والی اذان اسی لیے اختیار کی۔ اس کا نہ انکار ممکن ہے، اور نہ اس کی تاویل درست ہے، کیونکہ اذان تو منبر و مینار پر دی جاتی ہے۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ ترجیع والی اذان میں صرف افضلیت وعدم افضلیت کا اختلاف ہے۔''

(فیض الباري : ۲/۲۰٤)

❁ علامہ محمد یوسف بنوری دیوبندی صاحب (۱۳۹۷ھ) لکھتے ہیں:

بِالْجُمْلَةِ فَالْقَوْلُ بِكَرَاهَةِ التَّرْجِيعِ خِلَافُ الصَّوَابِ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ ترجیع والی اذان کو مکروہ کہنا درست نہیں۔''

(مَعارف السّنن : ۲/۱۷۸)

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''ترجیع چونکہ یقینی طور پر ثابت ہے، اس لیے اس کو مکروہ کہنا کسی طرح قرین انصاف نہیں۔'' (قاموس الفقہ ،جلد۲،ص۴۵۴)

صاحب ہدایہ ترجیع کا انکار اس بنیاد پر کرتے ہیں کہ اکہری اذان آسمان سے فرشتہ لے کر نازل ہوا تھا، ہم جواب میں کہتے ہیں کہ دوہری اذان بھی نبی کریم ﷺ کی سکھائی

ہوئی ہے، جو آپ کی وفات کے بعد سیدنا ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی اذان کے کلمات عربی میں تھے یا فارسی وغیرہ میں؟ وہ تو یقیناً عربی میں تھے، تو پھر فِي الْأَذَانِ يُعْتَبَرُ التَّعَارُفُ .''اذان میں صرف تعارف کا اعتبار ہے۔(بھلے وہ کسی زبان میں ہو)''(الهداية : ١/١٥٠) کا کیا معنی ہوا؟ جناب امام ابوحنیفہ تو کہتے ہیں کہ فارسی میں اذان کہنا درست ہے، تو وہ فرشتہ کی سکھائی ہوئی عربی اذان کو ختم کرنے کی کیوں کوشش کر رہے ہیں؟

❁ صاحب ہدایہ کے رد میں علامہ ابن ابی العز حنفی رحمہ اللہ (۷۹۲ھ) لکھتے ہیں:

فِي اعْتِبَارِ التَّعَارُفِ فِي الْأَذَانِ نَظَرٌ، فَإِنَّ الْأَصْحَابَ قَدْ أَنْكَرُوا التَّرْجِيعَ فِي الْأَذَانِ مُرَاعَاةً لِّاتِّبَاعِ الْمَنْقُولِ وَأَنْكَرُوا عَلَى الشِّيعَةِ قَوْلَهُمْ حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ وَإِنْ كَانَتْ بِمَعْنٰى حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ فَكَيْفَ إِذَا عُدِلَ إِلٰى لُغَةٍ أُخْرٰى غَيْرَ الَّتِي وَرَدَ بِهَا النَّقْلُ .

''اذان میں تعارف کو معتبر قرار دینا محل نظر ہے، اصحاب حنفیہ نے (بزعم خود) تو دوہری اذان صرف اس لئے قبول نہیں کی کہ یہ معمول بہ اذان کے خلاف تھی، پھر شیعہ سے شکوہ ہے کہ انہوں نے حَيَّ عَلٰى خَيْرِ الْعَمَلِ کے الفاظ گھڑ لئے ہیں حالاں کہ وہ الفاظ حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ کے ہم معنی ہی ہیں، تو ایک دوسری زبان میں اذان کیوں کر جائز ہوئی؟''

(التّنبيه على مُشكِلات الهداية : ٢/٥٣١)

❁ علامہ ابن عابدین حنفی لکھتے ہیں:

إِنَّهُ لَا يَصِحُّ بِالفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهُ أَذَانٌ فِي الْأَصَحِّ .

''درست بات یہ ہے کہ فارسی میں اذان کہنا درست نہیں، اگر چہ معلوم ہو جائے کہ یہ الفاظ بطور اذان کہے جا رہے ہیں۔''

(فتاوٰی شامي : ۲۹۲/۱)

❁ جناب عبد الشکور لکھنوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

''اذان اور اقامت عربی زبان میں خاص انہیں الفاظ سے ہو جو نبی کریم ﷺ سے منقول ہیں، اگر کسی اور زبان میں یا کسی اور الفاظ سے اذان یا اقامت کہی جائے تو صحیح ہو گی، اگر چہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔'' (علم الفقہ :۱۵۴/۲)

علامہ ابن عابدین حنفی اور جناب عبد الشکور لکھنوی صاحب نے بالکل درست اور حق بات کہی ہے، اگر چہ ان کے امام کے مذہب کے خلاف ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن و حدیث کی پیروی علیٰ منہج السلف الصالحین کی توفیق عطا فرمائے۔